مطبوعات

اسلام میں جرم وسزا | از ڈاکٹر عبدالعزیز عامر۔ عربی سے ترجمہ: از سید معروف شاہ شیرازی (بہ اہتمام ادارہ معارف اسلامی، کراچی) ناشر: البدر پبلی کیشنز – ۲۳- راحت مارکیٹ، اردو بازار لاہور۔ صفحات: ۳۵۱۔ قیمت: -/۳۰ روپے۔

بہت مفید اور دلچسپ کتاب ہے۔ مصنف اور مترجم دونوں کی محنت قابلِ قدر ہے۔ میں نے اسے پڑھتے ہوئے متعدد نشانات لگائے، مگر ایسے تمام مقامات کی بحث چھیڑنا ممکن نہیں ہے۔ صرف ایک مقام "زجر و توبیخ" کے عنوان سے ص ۲۱۹، ۲۲۰ پر جو مثالیں عدالتی تعزیر کی حیثیت سے دی گئی ہیں، اُن کے بارے میں یہ ثابت کرنا ضروری تھا کہ ان کی نوعیت معلمانہ، تربیتی یا مصلحانہ تھی یا عدالتی تھی اور اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا خلفائے راشدین کے ایسے معاملات کے متعلق یہ تعریف متعین کی جائے کہ کون سی چیزیں عدالتی کارروائی کی تعریف میں آتی ہیں۔ اس کے بغیر ہمارے عدالتی نظام کا ڈھانچہ صحیح طور پر تشکیل پذیر نہیں ہو سکتا۔

کتاب میں مندرج فقہی مسائل اور متعلقہ احوال وظروف یا اشکالِ واقعات کا تعلق ہمارے گذشتہ تمدنی ادوار سے زیادہ ہے، حالانکہ جدید زمانے کے لوگوں کے سامنے مطالعہ کے لیے قانون و جرم کی کتابیں رکھتے ہوئے آج کل کے احوال و مسائل اور مصطلحات کا خیال بھی رکھنا چاہیے اور جدید اشکالِ واقعات اور ان سے متعلق علمی یا قانونی بحثوں کو کم سے کم فٹ نوٹس کی صورت میں ضرور آجانا چاہیے۔ ورنہ لادینیت پسند جدیدیوں کی طرف سے داعیانِ نظامِ اسلامی یا طالبانِ نفاذِ شریعت کا مقابلہ کرنے کے لیے یہ دلیل اکثر استعمال کی جاتی ہے کہ ہمارا پرانا فقہی نظام اپنی محدودیتوں کی وجہ سے دورِ حاضر میں چل ہی نہیں سکتا اور اسے اگر لاگو کر دیا جائے تو قدم قدم پر لاینحل مشکلات

پیدا ہو جائیں گی۔

مگر یہ بات اپنی جگہ ضروری ہے کہ ہم اپنے سابق علمی ذخیرے کو ہر اُس ملک کی زبان میں منتقل کریں جہاں دعوت و تحریکِ اسلامی کا کام ہو رہا ہو۔ مترجم اگر صرف مترجم ہو تو اُس کی ذمہ داری بڑی محدود ہوتی ہے۔ اگر وہ صاحبِ تحقیق بھی ہو اور جدید مسائل و مباحث سے آگاہی رکھتا ہو تو وہ ترجمہ کرتے ہوئے بھی کم سے کم حواشی کی حد تک ایسی معلومات لا سکتا ہے جو ضروریاتِ وقت کے لحاظ سے تلافی کا ذریعہ ہو جائیں۔

اس قسم کی کتابوں کو اگر ترجمہ کر کے علمی سطح سے اُتار کے عوامی مطالعہ کے لیے لایا جائے تو اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ مختلف فقہی احکام کے اجمالی تذکروں کو گڈمڈ کرنے سے عوام بلکہ جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کا ذہن بھی نقطہ ہائے نظر کے اختلاف کی اُصولی بنیادیں نہ جاننے کی وجہ سے خاصا ڈانواں ڈول ہوگا۔ مختلف فقیہوں کے احکام سامنے لاتے ہوئے یا تو مقدمے میں اُن کے اُصولی مدرسہ ہائے فکر کی ماہیت بیان کر دینی چاہیے یا متن کے اندر حواشی میں ان کی اُصولی بنیادوں کا تذکرہ کر دینا چاہیے تاکہ حقیقت ناآشنا لوگ اس سے پریشان نہ ہوں کہ ایک ہی معاملے میں ایک امام کچھ حکم دیتا ہے، دوسرا کچھ اور کہتا ہے، یا ایک قاضی ایک طرح فیصلہ کرتا ہے اور دوسرا دوسری طرح۔ لہٰذا میدان ہر کسی کے لیے کھلا ہے۔ مدعا یہ کہ تفصیل میں شریعت اتنی شاخ در شاخ ہو کر سامنے آتی ہے کہ اُس کے لیے یہ تصوّر کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ تمام اختلافی جزئیات کا انحصار ایک ہی ٹہنے پر ہے۔

THE SHAPE OF BASIC ORGANS IN ISLAMIC STATE

مؤلف: سیّد معروف شاہ شیرازی (احیائے اسلام اکیڈیمی چنارکوٹ)۔ ناشر: منشوراتِ اسلامی چنارکوٹ ضلع مانسہرہ۔ صفحات: ۷۹ قیمت: ۵۰/- روپے

مؤلف دینی علم اور جدید قانونی علم کے لحاظ سے ایک ممتاز شخصیت ہیں۔ انگریزی میں ان کی یہ کتاب موجودہ حالات میں خصوصی اہمیت رکھتی ہے جب کہ "اسلامی ریاست" اور اس کے اداروں

پر غور و بحث کا سلسلہ جاری ہے۔ ابواب کے لحاظ سے اس کے مشمولات ہیں "اسلامی ریاست کا مقصود" اور "اسلامی ریاست کے بنیادی اجزا کی ہیئت" کے علاوہ ضمیمہ نمبر ۱ میں حکمران کی اطاعت اور اس کے خلاف جدوجہد، ضمیمہ نمبر ۲ میں جملہ مکاتبِ فکر کے علما کی مرتب کردہ دستوری تجاویز (۱۹۵۱ء)، ضمیمہ نمبر ۳ میں "میثاقِ مدینہ" ضمیمہ نمبر ۴ میں جبلِ رحمت کا خطبہ (حجۃ الوداع) اور ضمیمہ نمبر ۵ میں اسلامی دستور کا ایک نمونہ (خاکہ) جیسی قیمتی تحریریں شامل ہیں۔

اس کتاب کا سب سے زیادہ قابلِ توجہ اور قابلِ بحث حصہ مجھے اس کا دستوری خاکہ ہی معلوم ہوا، مگر اس پر تفصیلی بحث ممکن نہیں۔ البتہ عملاً یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ فاضل مؤلف نے جدید احوال اور نئے اداروں کے تجربات کو ملحوظ رکھ کر اپنا خاکہ اس طرح مرتب کیا ہے کہ اس پر اس دَور کی جدید اسلامی ریاست استوار ہو سکتی ہے۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ اس خاکے کے مندرجات نہ نصوصِ شریعہ سے ٹکراتے ہیں نہ سیاسیات کے متفق علیہ اُصولوں سے۔

ضمیمہ نمبر ۱ کو اس لحاظ سے اہمیت حاصل ہے کہ اس میں حکومت کے خلاف نزاعات سے بچنے کے لیے ایک خاص آخری حد تک جو رجحان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو ودیعت کیا ہے۔ اس کے متعلق دلائل سامنے آتے ہیں۔ واضح رہے کہ مسلم سوسائٹی کے متعلق اس کے مؤسس و معلم نے خدائی ہدایت کے تحت ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ مسلمانوں میں کسی طور انارکی اور باہمی مار دھاڑ کو راہ نہیں ملنی چاہیے۔ کیونکہ نظم اگر برقرار رہے تو اصلاح کی صورتیں نکل سکتی ہیں۔ لیکن اگر شورش اور انارکی کا ماحول پیدا ہو جائے تو اس میں جتنا امکان اصلاح کا ہوتا ہے اس سے بسا اوقات زیادہ امکان خرابی و تفرقہ کا ہوتا ہے۔ اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے امر کے متعلق نزاع نہ کرنے کی بیعت بھی لی اور یہ بھی چاہا کہ نقصان اور تکلیف اُٹھا کر بھی نظم کو برقرار رکھا جائے۔

البتہ نظم و اطاعت کی آخری حدود بھی بتا دیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اگر حاکم میں بُرائی اور بھلائی ملی جلی ہو تو نجات وہ پائے گا جو نہ تو بُرائی کو اختیار کرے، نہ اس کو پسند کرے (ام سلمہ)۔ دوسری یہ کہ جب تک تمہارے جابر حاکم بھی اہتمامِ نماز کرتے رہیں تو ان کے مقابلے کے لیے نہ اُٹھو۔ (ام سلمہ) مطلب یہ کہ مسلم سوسائٹی کی اس اہم ترین بنیاد کے ڈھانے کا معاملہ الگ ہے۔ تیسری یہ کہ جب معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر کوئی سمع و طاعت نہیں ہے (ابن عمر) اور چوتھی یہ کہ امام قوم کا راعی ہے اور

اپنی رعیت کے لیے جوابدہ ہے۔ (ابن عمر)۔ جواب دہی کے یہ معنی کافی نہ ہوں گے کہ کوئی شخص خط لکھے اور اس کو مطابقِ حقیقت یا مغالطہ انگیز جواب مل جائے یا کھلی کچہری میں لوگ کوئی سوال کریں تو امام جواب دے دے۔ نہیں بلکہ جواب دہی کا صحیح مقام عدالت ہے۔ اور شیرازی صاحب نے اپنے خاکے میں عدالت کو یہ مقام دیا ہے کہ کوئی مدعی یا محتسبِ اعلیٰ یا کوئی ادارہ حاکم کو طلب کر سکتا ہے۔

دستوری خاکے میں کچھ چیزیں انہوں نے مبہم چھوڑی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مجلس شوریٰ اپنے فیصلے کس طرح کرے گی۔ دوسری یہ کہ اگر حاکم یا امیر اور مجلسِ شوریٰ میں نزاع واقع ہو تو کس کا حکم چلے گا۔ شوریٰ کا فیصلہ برتر ہوگا یا امیر کا۔ یا کیا آئے دن معاملات عدالت میں جاتے رہیں گے؟

بہرحال سید معروف شاہ صاحب کی کتاب کی ہم قدر کرتے ہیں۔

تنظیم ــ اشاعتِ خصوصی | مدیران: پروفیسر سید محمد سلیم و مجلسِ ادارت۔ باہتمام ادارۂ تعلیمی تحقیق "تنظیمِ اساتذۂ پاکستان۔ دفتر: ۸۔ اے ذیلدار پارک، اچھرہ لاہور۔

تنظیم ایک مجلہ ہے جس کا شمارہ جون سامنے ہے۔ یہ اشاعتِ خصوصی ہے جس کا عنوان ہے "تعلیم و تربیت اسلامی تناظر میں"۔

پروفیسر صاحبان و اساتذہ کرام کی جس کل پاکستان تنظیم کا یہ آرگن ہے، وہ اس لحاظ سے واحد مثال ہے کہ ٹریڈ یونین کے طرز پر محض معلمین کے حصولِ حقوق کی جدوجہد کرنے کے بجائے خاصا زور تعلیمی میدان میں تحقیق و تصنیف پر صرف کرتی ہے تاکہ کارپردازانِ تعلیم، نصاب سازوں، نصابی کتابیں لکھنے والوں اور پروفیسروں اور معلمین کو یہ رہنمائی حاصل ہوتی رہے کہ اسلامی نقطۂ نظر سے ہمارے موجودہ نظام اور طرزِ فکر اور طریقِ تعلیم میں کیا کیا خرابیاں قابلِ اصلاح ہیں اور رُوحِ تعلیم اور مقصدِ تعلیم سے لے کر تعلیم کاری کے مختلف پہلوؤں میں اسلام کے کن اہم تقاضوں کو غالب ہونا چاہیے۔

اس اشاعتِ خاص میں ڈاکٹر معین الدین عقیل، پروفیسر زین العابدین، پروفیسر عظمت اللہ خاں، جناب محمد صدیق، پروفیسر مسلم سجاد، ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن، پروفیسر خورشید احمد، ڈاکٹر خالد علوی، پروفیسر سید محمد کاظم، ڈاکٹر سید محمد باقر، مولانا عبدالماجد دریا آبادی (مرحوم)، ڈاکٹر احمد خان،

مشہور اسلامی صحافی محمد صلاح الدین (مدیر تکبیر) مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی (رحمہ اللہ) کی بصیرت افروز نگارشات کے ساتھ ایک معمولی سی تحریر راقم کی بھی شامل ہے۔

اِس مجلّہ، خصوصاً اس کی اشاعتِ خاص کو ماہرینِ تعلیم اور معلمین تک پہنچنا چاہیے اور یونیورسٹیوں اور کالجوں اور دیگر درس گاہوں کی لائبریریوں میں اسے موجود ہونا چاہیے۔

ہمقدم (سالنامہ) | مرتب: اختر عباس - دفتر: ۱- اے ذیلدار پارک، اچھرہ-لاہور-
بڑے سائز کے ۱۸۴ صفحات - قیمت: ۱۸/ روپے چندہ سالانہ ۴۵/ روپے

اسلامی جمعیت طلبہ کے نوجوانوں نے اس کا آغاز ۱۲ سال پہلے کیا تھا۔ جب کہ جمعیت کے نوجوان آزمائشوں کی چکیوں میں پسنے کے بعد بھی معرضِ آزمائش ہی میں ہیں۔ ان کی ہمت قابلِ داد ہے کہ وہ کئی طرح کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ انہی جملہ ذہنی تعمیر کی ایک سعی ہمقدم کی صورت میں بھی جاری ہے۔

مضامین کی زیادہ تفصیل تو میں نہیں دے سکتا - البتہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ رنگا رنگ تحریریں اس میں شامل ہیں۔ جمعیت کی تاریخ کی خاص خاص جھلکیاں بھی ہیں۔ تاریخِ مجاہدین کے حالات پر مشتمل ایک ناول کی قسط بھی، قرآن و حدیث کی تجلیات بھی، حالیہ زمانۂ آزمائش کے تجربوں کی روئیدادیں بھی۔ کچھ بشکل رپورتاژ، کچھ بشکل فسانہ — مقبوضہ کشمیر کی داستان کا ایک خون آلود ورق بھی۔ چوہدری غلام جیلانی کا ایک جامع مضمون جس میں تاریخ دستور سازی پاکستان میں مولانا مودودیؒ کا حصہ نمایاں کیا گیا ہے۔ سید اسعد گیلانی صاحب کا ایک تازہ افسانہ بھی۔ ابتدا میں قائدِ تحریکِ اسلامی میاں طفیل محمد صاحب اور سیکرٹری جناب قاضی حسین احمد صاحب اور سابق ناظمینِ جمعیت کے پیغام درج کیے گئے ہیں۔ سابق ناظمین نے اپنے دور کے خود نوشت جمعیتی احوال بالاجمال پیش کیے گئے ہیں۔ مزید برآں بزرگانِ دین کی شخصیتوں کی لمعاتی بھی اس سالنامے میں دیکھی جا سکتی ہے۔ منظومات بھی متعدد ہیں۔

ہمقدم (خصوصاً اس کا سالنامہ) اسلامی ادب و صحافت کے اچھے مستقبل کی امید دلاتا ہے۔
"ہمقدم" جن نوجوان سختی کشانِ عشق کی اپنی ہی کاوشوں سے اپنے وجود کو بحسن و خوبی برقرار رکھے

ہوئے ہے۔ اس کا یہ شاندار رسالنامہ دیکھ کر خیال آتا ہے کہ اگر معاشرے کے کارپردازوں کو مصلحتوں کے گردابوں سے نکل کر سوچنے کا موقع مل سکتا تو وہ اس نوجوان قوت کو کسی سیاسی سودا بازی کے بغیر اصلاح و تعمیر کے مواقع دے کر (مدد دے کر نہیں) نہ صرف تعلیم گاہوں کی فضا کو الحاد و لفس پرستی اور اخلاقی بحران سے بچانے کا ذریعہ بنتے بلکہ مجموعی طور پر معاشرے کی فضا بھی ان کے کردار سے متاثر ہوتی — لیکن سوئے اساتذہ، اخلاقی قدروں سے تہی دامن طلبہ اور غنڈہ عناصر کی گروہ بندیوں کا مقابلہ کرنے کے ساتھ ساتھ جب ان کو حکومت کی سخت گیر پالیسی کا نشانہ بھی بننا پڑا تو ان کے کیے ہوئے تعمیری کام کو اتنا نقصان پہنچا کہ اب تعلیم گاہوں میں لادینیت، مغربی ثقافت اور لڑکوں اور لڑکیوں کے اختلاط کی لہریں پہلے سے کہیں بلند ہو چکی ہیں۔

معلوم نہیں یونینوں کو ممنوع ٹھہرا کر ان فلاح پسند نوجوانوں میں نامطلوب ردعمل پیدا کرنے کی سعی کا خیال کس ذہن میں آیا؟ اب وہی ذہن یہ نتیجہ بھی نکالے کہ بھلا کس کا ہوا اور کس شکل میں ہوا؟ —— اور کیا اب تعلیم گاہیں ہنگاموں سے پاک ہیں؟

یہ چند الفاظ ہیں جو ان احساسات کو پڑھ کر لکھے ہیں جو سالنامے کے اداریے اور دوسری تحریروں میں منعکس ہیں۔

میرا البم | از جناب خرم جاہ مراد - ناشر: حلقہ خواتین پاکستان (پتہ درج نہیں)، صفحات: ۲۴
قیمت: ۱ روپیہ تبلیغ کے لیے فی سینکڑہ ۵۰/- روپے۔

ہر طرف تصویریں ہی تصویریں ہیں۔ مگر بعض تصویریں وہ ہوتی ہیں جنہیں آدمی دل میں اُتار کر اپنے لیے ایک روحانی البم تیار کرتا ہے۔ مراد صاحب حمد خدا کے بعد لکھتے ہیں کہ "سب سے خوبصورت، دلآویز اور دلربا تصویر ایک اچھے انسان کا اچھا اسوہ ہے"۔ دراصل خرم جاہ مراد کا البم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی مختلف تجلیات کا آئینہ دار ہے۔ جو واقعات و حوادث کے بدلتے ہوئے پس منظروں میں ظاہر ہوتی رہیں۔ نہ صرف زورِ حکمت و ادبیت بلکہ ایمان والٰہیت کی گرمی بھی اس مختصر سے رسالے میں نمایاں ہے۔ خوش نصیبی ہے کہ آدمی ایسی چیزوں سے استفادہ کرے،

خصوصاً طلبہ اور خواتین ؛

۱۔ اسلامی ریاست کے اساسی اصول و تصورات	اوّل الذکر از مولانا سید داؤد غزنوی مرحوم
۲۔ اسلام کی حکومتِ صالحہ اور اس کی ذمہ داریاں	ثانی الذکر از شیخ الحدیث مولانا محمد اسمٰعیل مرحوم

ناشر: مکتبہ نذیریہ۔ چناب بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور ۱۶ ۔ قیمت (۱) -/۶ روپے (۲) -/۹ روپے ۔

خدا ہر دو مؤلفین کی ارواح پر رحمتیں نازل کرے ۔ اِن حضرات نے عمر بھر علمی خدمات کے علاوہ اس معرکہ آرا دور میں اسلام کے حق میں بڑا کام کیا جب مغرب زدہ طبقوں نے تشکیل پاکستان کے بعد گراں قدر دینی مفکرین کے اندیشوں کے مطابق سیکولر ریاست کے قیام کے لیے پورا زور صرف کر دیا ۔ یہاں تک قراردادِ مقاصد پاس ہوئی ۔ یہ دونوں علمی مقالات اس دور کی یادگار ہیں، اگرچہ لادینیت پسندوں کے تازہ تر بھاری حملے اور اس کے دوران میں اُٹھنے والی بحثوں کے لحاظ سے نئے کام کی ضرورت ہے، مگر اِن پمفلٹوں میں قرآن و حدیث سے جو روشنی اخذ کر کے پیش کی گئی ہے اس سے ہم کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتے ۔

۱۔ گھر کا چراغ ۲۔ امام احمد بن حنبلؒ ۳۔ امن کی راہ	مولف و ناشر: کمال عثمانی ۔ امیر حزب اللہ ۔ توحید روڈ، کیماڑی، کراچی ۔ حزب اللہ کا تمام لٹریچر مفت تقسیم کیا جاتا ہے اور ہر کسی کو شائع کرنے کی اجازت ہے ۔

کراچی میں آج کل ڈاکٹر عثمانی کے دم سے عقیدہ توحید پر بحث و تنقید کا ایک سلسلہ چل رہا ہے ۔ خصوصاً یہ مبحث مرکزِ توجہ بنا ہوا ہے کہ عذابِ قبر کہاں ہوتا ہے اور کیسے؟ ڈاکٹر عثمانی صاحب نے برزخی جسم اور برزخی قبر کی اصطلاحات کے ذریعے اپنا مدعا واضح کیا ہے ۔ دوسری طرف سے تردیدی لٹریچر شائع ہو رہا ہے ۔ ہمارا کام دونوں میں محاکمہ کرنا نہیں ہے ۔ بس ہمارا مشورہ تمام

خادمانِ ملت کی خدمت میں یہ ہے کہ وہ دین کی بڑی بڑی حقیقتوں کی زد میں آنے والے بڑے سے بڑے فتنوں کو ایک طرف چھوڑ کر غالب توجہ ایسے جزئیات اور خاص طور پر متشابہات پر صرف نہ کریں جن کا کبھی کوئی حتمی فیصلہ ہونا ہی مشکل ہے۔ خاص طور پر ملحدانہ نظریات اور مادہ پرستانہ تہذیب کے حملۂ شدید کو سامنے رکھا جائے۔

الدین الخالص | از ابوجابر عبداللہ دامانوی ۔ ناشر: حزب المسلمین، فاروق اعظم روڈ، کیماڑی، کراچی ۔ صفحات: ۱۷۶ قیمت: ۱۳/۵۰ روپے

یہ کتاب بھی ڈاکٹر عثمانی صاحب کے بعض خیالات کی تردید میں لکھی گئی ہے۔ بڑا معرکہ ڈاکٹر صاحب کے رسالہ "عذاب قبر" کی اشاعت سے شروع ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کی اصل دعوت تو توحید اور ردِّ شرک کی تھی۔ ضمناً قبروں اور آستانوں کا قصہ چھڑا۔ پھر عذابِ قبر کی بحث اُٹھی۔ ایک متشابہ امرِ غیب سے متعلق سلسلۂ بحث دراز ہوا اور اس میں تشدد پسندانہ رنگ بھی پیدا ہوا۔ اس رسالے میں الزام یہ لگایا گیا ہے کہ "عذابِ قبر"، "حیات فی القبر"، "اعادۂ روح الی القبر" اور "سماعِ موتیٰ" وغیرہ مسائل پر ڈاکٹر صاحب نے لوگوں کو مشرک کہنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ امام احمد بن حنبلؒ، امام ابن تیمیہؒ، حافظ ابن قیم، حافظ ابن کثیر، ابن حجر عسقلانی تک کو بھی ہدف بنایا گیا۔ عثمانی صاحب کا مسلک یہ ہے کہ ان کی تعریف کے مطابق شرک کوئی بھی کرے وہ مشرک ہے۔

اُمت جن عظیم تر مصیبتوں اور فتنوں سے دوچار ہے، ان کے ہوتے ہوئے ان بحثوں کو پڑھ کر اذیت محسوس ہوتی ہے، مگر ایک ضمنی افادیت بھی ہے۔ دونوں طرف آیات قرآن اور سنتِ رسولؐ، ارشاداتِ صحابہ اور افکارِ محدثین و فقہاء کے اقتباسات نظر سے گزرتے ہیں۔ اگر نشتت، تحزب اور تصادم و تشدد کے غبار سے بچ کر اصل جواہر پاروں سے استفادہ کیا جا سکے تو اچھا ہوگا۔